RS

اطلاع عام

مالونتہ مندر ہوشیارپور کا چوتھا سالانہ ست سنگ

بیساکھی پر مالونتہ مندر ہوشیار پور میں ہر سال ست سنگ خاص ہوا کرتا ہے
اس سال بھی بیساکھی کے شبھ اوسر پر ۱۳/ اور ۱۴/ اپریل ۱۹۶۷ء کو ویروار
اور شکروار کے دن ست سنگ خاص ہوگا۔

حقیقت کے متلاشیوں اور سچے ادھیکاریوں سے نویدن ہے کہ
وہ شریک ست سنگ ہوکر سکھ شانتی سے جیون گذارنے کا اصلی بھید کھلے
طور پر صاف صاف لفظوں میں سن جائیں تاکہ انہیں اصلی سمجھ بوجھ اور
پورن بویک کا لال حاصل ہو جائے۔ یہہ ندی ناؤ سنجوگ ہے۔

سب کا بھلا چاہنے والا

فقیر

ہوشیارپور پنجاب

جاہی اُتی کہیں سکل مت   نیتی نیتی کہے وید
گورو کی دیا اپار سے   پورن ملا سو بھید

گیان سمندر اتھاہ اتی   سوجھے وار نہ پار
مر تر منی سب بوند جی   اُٹھے لہر اَپار

بھید بھاو سب مٹ گیا   دریا اچل ابھید
نہیں جگت نہیں کرم گتی   نہیں وکار نہیں کھید

سادھو سنگ ست گورو دیا   سمجھ پڑا نج روپ
جب لگ روپ کی گم نہیں   تب لگ رہے بھو کوپ

آس گئی سنسا گئی   گیا جگت کا دوند
رادھا سوامی گورو کی مہر سے   چھوٹا بھو بھرم پھند

اطلاع عام

رسالہ دیال کا سال ماہ فروری ۱۹۶۷ء کو ختم ہو چکا ہے
اور نیا سال ماہ مارچ ۱۹۶۷ء سے شروع ہے۔ پر التماس
ہے کہ خریدار صاحبان اپنا اپنا سالانہ چندہ کرپا
کر کے بذریعہ منی آرڈر پتہ ذیل پر روانہ فرما کر مشکور فرمائیں گے
تاکہ دیال کی لکھائی چھپائی کے کام میں مدد مل سکے۔
رسالہ دیال کا سالانہ چندہ چھ (۶) روپے پیشگی ہے
ترسیل زر کے لئے پتہ:-

ستنگ سنگھ
منیجر دیال
رادھا سوامی جنرل ست سنگ ہنمکنڈہ (ورنگل) اے پی

چیلا ملا گورو سے انتر۔ دونوں مل کر ایک ہوئے
کوئی کوئی سمجھے پُرش پارکھی۔ من میں وچار گُو یک ہوئے

ایسی لگن کی تاڑی لاگے سَہج سمادھی اُسے جانو
سَہج یوگ کی پربھوتائی گو۔ ست سنگت میں پہچانو

سہس کمل میں انیک واد ہے۔ ترکُٹی گورو چیلا اور دھیان
سُن میں دو کا بھاس ہے پیارے۔ جہاں ادویت ٹھکان

اس کے پرے بھنور ست پد ہے۔ الکھ اگم کا بنج استھان
رادھا سوامی دھام میں باسلے تو سمجھو سنت سُوجان

خـتـم شـد :-

سنت کو ولے چرن مل مین نا

کُھلی آنکھ سے جگ کو دیکھوں، چت نہیں ڈانواں ڈول ہے
کُھلے کان سے بچن سنوں، شبد امرت کا بول رہے

آنکھ نہ موندوں کان نہ روندھوں کایا کشٹ نہ میں بھوگوں
سہج ورتی کی سہج ریتی میں رات، دوس میں مگن رہوں

سیوک سچا اس سادھن سے بھرم بھید کو ناش کرے
ہاتھ سے تیرے کام، دھیان ہو من میں امرت گگن میں باس کرے

جہاں جہاں جاؤں وہی پرکرما۔ جو جو کروں وہی پوجا
امرت شبد ہے، شبد امرت ہے۔ ایک ہیں دونوں نہیں دوجا

سوتے جاگتے لگی سمادھی ہے سادھ کی لگن من میں
ایک دشا دیا پی ہے چت میں۔ کیا گھر میں اور کیا بن میں

پردے کی حالت سے قائم رکھوں۔ وہاں کیا ہے؟ وہاں میری ہستی ہے نہ پیتا ہے۔ اور نج سروپ ہے۔ ہستی کا روپ کیول شبد ہے۔ اور یہی شبد اصلی نام ہے۔

اس انجھو کے آدھار پر میں نے اپنے کرم بھوگ لیس اور داتا دیال مہرشی شیوجی مہاراج کے حکم سے کہ ان جیوؤں کو گورو کے دیش لے جاوں۔ میں نے یہہ بھید کھولا ہے۔ جن کے بھاگیہ میں ہے۔ وہ اس رہسیہ کو سمجھ کر اپنا جنم سپھل کرنے کا پرینن کریں گے۔ چونکہ میں سار بھید اور سار گیان بتاتا آرہا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو سنت ست گورو وقت کہا ہے۔

داتا دیال کا فرمان ہے۔

تو تو آیا نر دیہی میں دھر فقیر کا بھیشا
دکھی جیؤ کو انگ لگا کر لے جا گورو کے دیشا

تم دیکھو یہہ برہمہ چاری جو اپنی بے ہوشی کی حالت میں کہتا ہے سنکر تعجب ہوتا ہے۔ لوگ اس کو مہاپرش مانتے ہیں۔ اس کا ایک دائرہ بن گیا ہے۔ یہہ سب ہوتے ہوئے بھی کہ وہ وید منتر بولتا ہے۔ اور اپنے آپ کو رام کرشن اور دیگر مہاپرشوں کی سنگت والا ٹھہراتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اپنے اس شریر میں ماں باپ کی مار پیٹ سے بھی نہ بچ سکا۔ لاکھوں لوگ اس آواگون سے بچنے کے لئے جپ تپ تیرتھ برت۔ پوجا پاٹ۔ شغل ابھیاس اور ست سنگ

اور دیگر مہاپرشوں کے ساتھ رہتا ہے تو ایسی حالت میں ان کو بھی شریر نہیں دھارن کرنا چاہئے تھا۔ پھر اس کا کیا علاج ہے؟ میں نے اپنا سارا جیون اسی کھوج میں وتیت کیا ہے۔ باہری سنسارک بندھنوں سے مجھے بچپن ہی سے ویراگ تھا۔ مگر ایشور۔ پرہم۔ رام اور کرشن سے پریم تھا۔ وہی بھاونا اُسی مالک کُل کو مانو شریر میں دیکھنے کی مجھے داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کے چرنوں میں لے گئی۔ میں نے اپنے انتر میں بھنّنہ بھنّنہ پرکار کے درشیہ دیکھے۔ داتا دیال کی منوہر مُورت پرکاش میں دیکھتا رہا۔ انتری شبد بھی سنتا رہا ہوں۔ مگر اس گیان سے کہ میں کسی کے اندر نہیں جاتا ہوں۔ دوسرے لوگ اپنے وشواس اور پریم سے میرے رُوپ کو اپنے انتر پرگٹ کر لیتے ہیں۔ میرا روپ ان کا سہایک بن جاتا ہے۔ وہ ان کی سُرت چڑھاتا ہے۔ دوائی بتلاتا ہے اور جاگرت میں بھی پرگٹ ہو کر باتیں کرتا ہے اور مرتے سمئے ساتھ لے جاتا ہے۔ اس سے مجھے پورن وشواس ہو گیا ہے کہ جتنے بھی رنگ روپ دیکھا اور بھاؤ میرے انتر پرگٹ ہوتے تھے اور اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ وہ سب کے سب کلپت اور بھنتیا ہیں اب میں یتھا شکتی کوشش کرتا رہتا ہوں کہ اس قسم کے کھیلوں میں اور وچاروں میں چاہے وہ دھارمک ہوں یا سنسارک کبھی نہ پھنسوں ان سب کو رہسیہ سمجھ کر اپنے آپ کو اپنے ہی آپ میں جو اس زندگی کے

بھی ہو۔ وہ بھی آواگون کے چکر سے نہیں چھوٹ سکتا ہے۔

مہابھارت کے یدھ میں شری کرشن جی نے ارجن سے کسی کیڑے کے متعلق ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہہ کیڑا پچھلے جنم میں اندر تھا۔ اس کے علاوہ مہابھارت کے اتہاس میں آتا ہے کہ سب کو الگ الگ یونیاں یعنی پڑتی ہیں۔ ہندو دھرم۔ بودھ دھرم۔ جین دھرم آواگون کو مانتے ہیں۔ میرے بارے میں بھی داتا دیال مہرشی شیو جی مہاراج کہا کرتے تھے کہ میں اُن کا بھکشو تھا۔ جب وہ گوتم بودھ تھے۔ اور میں گورو ہرگوبند بھی تھا۔ مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ ہاں اتنا انجو ضرور ہے۔ کہ جیسے جیسے پہلے سنسکار آتما پر پڑے ہوتے ہیں۔ وہ جنم بھر ویسے ویسے کام کرنے لگ جاتا ہے جیسے کوئی بچہ شروع سے ہی بھگتی یوگ کے طرف رجوع رہتا ہے۔ یا گاین ودیا کی طرف چلتا رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہہ ہے کہ پرانے سنسکاروں کے کارن وہ اسی طرح کا رجحان رکھتا ہے۔ جیسے اس کے پرانے جنموں کے سنسکار ہوتے ہیں۔

ایسی حالت میں کوئی یہہ چاہے کہ اس کا آواگون مٹ جائے تو پھر اس کو کیا کرنا چاہئے۔ ویدوں کے کنٹھ کر لینے سے یا کسی مہاپرش کے ساتھ رہنے سے یہہ سدھ ہو گیا کہ آواگون سے چھٹکارا نہیں مل سکتا ہے اگر ملتا ہوتا تو یہہ برہمہ چاری گشن دت جیسا کہ وہ وید منتروں کا اُچارن کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ شری رام شری کرشن

کے یم' اے پروفیسر ہیں۔ وہ اس بدہمہ چاری کے بچوں کو جو وہ لیٹ کر بے ہوشی کی حالت میں کہتے رہتے ہیں۔ ٹیپ ریکارڈ کر لیا کرتے ہیں۔ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ویدوں کے منتروں کا صحیح اچارن کرتے ہیں۔ گو کہ وہ سنسکرت کا ایک شبد بھی نہیں جانتے اور نہ سیکھے پڑھے ہیں اُن کے بچوں سے وہ پروفیسر صاحب سدّھ کرتے ہیں کہ وہ رام کے وقت میں اور کرشن کے سمے میں وہ ان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اور کئی رشیوں کے ساتھ بھی وہ رہے ہیں۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں اُپدیش بھی کرتے ہیں مگر بھوشیہ کے بارے میں وہ کچھ نہیں کہتے۔ جب انھیں ہوش آجاتا ہے تو وہ بالکل نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا ہے کسی شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ یہہ کیا رہسیہ ہے؟ میں کوئی دعوئی تو نہیں کرتا مگر اتنا ضرور سمجھتا ہوں کہ اس کے دماغ کے اندر جو حافظہ کے (MEMORY CELL) ہیں جب وہ جاگ جاتے ہیں۔ جو کچھ پچھلے جنموں کی یاد اس سمرن شکتی میں یعنے (MEMORY CELL) میں موجود رہتے ہیں۔ وہ پرگٹ ہو جاتے ہیں۔ کسی کرم کے قانون کے آدھین قدرت نے یہہ چولا اُن کو دے رکھا ہے۔ پروفیسر صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔ اس سے سدّھ ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص وید پاٹھی بھی ہو۔ گیتا یا گرنتھ صاحب کا حافظ بھی ہو۔ یا کسی گرنتھ کا گیتا بھی ہو یا کسی مہاپرش کے ساتھ رہنے والا

کوئی جیون بنا شریر کے قائم نہیں رہ سکتا ہے۔ جیون کے اندر ایک شکتی ہے (ENERGY) ہے جس کے سہارے یہ جیون بنتا ہے اس جیون کی تین حالتیں ہیں۔ آتما۔ من ا[illegible] اس جیون کو سماپت کر کے یعنے آتما۔ من اور شریر کو چھوڑ کر اپنے اصلی گھر میں جانا ہے۔ یا اپنے نج سروپ میں لئے ہونا ہے سنت ست گورو اس گیان کا نام ہے جس کے جاننے یا انبھو کرنے پر جیون اصلیت میں بدل جاتا ہے۔ اور پھر دائمی مکتی مل جاتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنے بھاؤ کو ظاہر کرنے کے لئے مناسب الفاظ نہیں ملتے ہیں وہ گیان صرف شبد گیان ہے۔ جب تک کسی کی سرت اس شبد کا سہارا نہ لے گی وہ اس زندگی میں آتما من اور شریر کے چکر سے نکل نہیں سکتی ہے اس کا پرمان سنئے۔

دہلی میں ایک برہمچاری کشن دت ہیں۔ جو ظاہری طور پر بالکل ان پڑھ ہیں وہ سادھارن درتی کے منشیہ ہیں۔ کل ایک شخص نے ایک کتاب ہندی کے ساتھ میں لایا ہے۔ اور اس برہمچاری کے متعلق بہت سی باتیں بتلایا ہے۔ برہمچاری جی ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئے چونکہ یہ سادھارن روپ میں گنوار تھے اور ان کا سر جب وہ سوتے تھے تو ہلتا رہتا تھا۔ ان کی باتیں بے تکی ہوتی تھیں۔ ان کے ماں باپ انھیں پاگل سمجھتے تھے اور ان پر مار دھاڑ ہوتی تھی مار دھاڑ سے گھبرا کر گھر سے بھاگ گئے۔ اب دہلی میں کوئی سنسکرت

دسواں بچن

سنت ست گورو وقت

مالوتہ منڈی پنجاب ہوشیارپور۔ ۳۰ جون ۱۹۶۶ء شکروار۔

میں نے اپنے آپ کو سنت ست گورو وقت کہا ہے۔ خیال آیا کہ لوگ میرے بھاؤ کو غلط سمجھکر بھٹک نہ جائیں۔ اس لئے میں صاف بیانی سے کام لیتا ہوں سنت ست گورو نام ہے سچے گیان اور سچے انبھو کا جب تک کسی کو سچا گیان۔ سچی سمجھ اور سچا انبھو نہ ملیگا۔ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کا سادھن نہیں کر سکتا ہے۔ زندگی کا مقصد ہے۔ اپنے اصلی گھر کو جانا۔ اپنے نج سروپ میں لئے ہو جانا نِروان پد یعنے مکتی پانا۔ ہمارا جیون کہیں سے اس شریر میں آیا ہوا ہے۔ یہہ شریر صرف استھول دیہہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اوپر کے لوکوں میں بھی شریر رہتا ہے۔ کہیں کسی پرکار کا شریر ہے۔ کہیں کسی پرکار کا کہیں استھول شریر ہے۔ کہیں سوکشم شریر ہے۔ اور کہیں کارن شریر ہے

فقیر۔ ہاں! کچھ بھی نہیں کا مطلب یہہ ہے کہ امرت شبد کو سنتی سنتی اشبد ہو جاتی ہے۔ اور اپنی ہستی کھو دیتی ہے۔ یہہ دنیا جیسی ہے ویسی ہی رہتی ہے۔ جیون کیا ہے؟ "لب کھلے اور بند ہوئے۔"

سوامی جی مہاراج کی بانی ہے۔

"امرت ہوئی اتی گر گمانی۔ پرش انامی جائے سمانی"

جب یہہ اچھو ہو جاتا ہے۔ تو پھر زندگی کا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ پھر شریر رہے یا نہ رہے۔ وہ یہہ گتی آجاتی ہے۔ انسان زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ ہوتا ہے۔ اس کا اپنا پنا ختم ہو جاتا ہے۔ میں تو کا سماپت ہونا ہی اصلی موکش ہے۔

اس رہسیہ کا سمجھانا مہا کٹھن کام ہے۔ یہہ کسی بھاگوان کے حصّہ میں آتا ہے جن سادھارن کے لئے کیول شردھا اور وشواس ہے۔ وہ جہاں اور جس روپ میں ہو وہاں لگے رہے۔ اپنا جیون سکھ شانتی سے گذارنے کا خیال رہے۔ میں نے اس رہسیہ کو اس لئے کھولا ہے کہ عوام اگیان بس لٹ نہ جائے۔ اور اس کا آپسی پکشپات اور دویش مٹ جائے۔ جیوں کو اگیان میں رکھ کر انیک پرکار کا پروپگنڈا کرکے انسانی نسل کو بانٹ دیا جا رہا ہے۔ داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج نے جگت کلیان کا بستکار دیا ہے۔ اس لئے میں اس رہسیہ کو جو علم سینہ ہے آج کھول دیا ہے۔ موج مالک کی!

...نے رہے گی۔ اور وہ پرم پد کو حاصل کرے گا۔

...ں یہ پرم پد۔ رادھا سوامی دھام یا اکال گتی کیا ہے؟
...ر۔ ست کبیر کا شبد آدھام کو پڑھو۔ تم سمجھ جاؤ گے
...یہ ہے۔

...ھیا۔ وا گھر سب سے نیارا۔ جہاں پورن پرش ہمارا (ٹیک)
...ن نہیں سکھ دکھ۔ سانچ جھوٹ نہیں پاپ نہ پُن پسارا
...ا دن رین۔ چاند سورج نہیں۔ بنا جوتی اجیارا
...ا تھان گیان۔ دھیان نہیں جپ تپ۔ وید کتیب نہ بانی
...ی دھرنی رہنی گہنی۔ یہ سب جہاں حیرانی
...ر نہیں ادھر نہ باہر بھیتر۔ پنڈ برہمانڈ کچھ نا ہیں
...ہ تو گن تین نہیں تہاں۔ ساکھی شبد نہ تا ہیں
...ا نہ پھول۔ بیلی نہیں بیجا۔ بنا برکش پھل سوہے
...نک سو ہنگ اردھ۔ اردھ نا ہیں۔ سواس لیکھ نہ کو ہے
...ن نرگن نہیں سرگن بھائی۔ نہیں سوکشم استھولا
...ا اچھر۔ نہیں اوگت بھائی۔ یہ سب جگ کے بھولا
...ا پرش تہاں کچھو نا ہیں۔ کہیں کبیر ہم جانا
...ی سین لکھے جو کوئی۔ پاوے پد نربانا

...ن = کبیر صاحب کے کتھن انوسار یہ آدی دھام وہ ہے
...ھی نہیں ہے۔

رہتاہے۔ کہ یہہ شخص اپنے اصلی گورو شبد کو پراپت کرے۔ پاپتری
گورو کی سچی ہمدردی اور منشیہ کا اپنا کرتب دونوں مل کر کام کرتے
ہیں۔ اس لئے ست سنگ اور سادھن دونوں ساتھ چلتے
ہیں۔ جب تک من بالکل نرمل نہیں ہو جاتا۔ اور انتری شبد اس کا
نہیں کھلتا ہے کسی پورن پرش یا برہمہ پرش کا ست سنگ کرنا لازمی
ہے۔ سمرن دھیان روزانہ ہوتا رہے۔ سنسارک آشا والوں کی
حد صرف من تک ہے۔ جہاں تمہارا جی چاہے۔ اور جس پر تمہارا وشواس
ہو اپنا کام بنانے کا خیال رہے تمہارا وشواس ہی تمہاری سنسارک
آشاؤں کو پورا کرتا رہے گا۔ مگر اصلی بھید کسی بیت راگ پرش سے ہی
ملیگا۔ تب تم اگر عمل کرو گے تو آواگون سے چھٹکارا پا جاؤ گے۔

سجن:۔ بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ اب عمل کرنا باقی رہ گیا ہے
آگے بھی آپ کے ست سنگ سے میں لابھ اٹھاتا رہونگا۔ مگر یہہ من کا
جال ایسا ہے جس سے نکلنا بہا کٹھن ہے۔

فقیر:۔ ٹھیک ہے پرار بدھ کرم ضرور بھوگنے پڑتے ہیں۔ تم مجھے
دیکھو! یہہ پرار بدھ کرم ہی ہے۔ جو میں کام کرتا رہتا ہوں۔ تم قدرت
کی موج سمجھ کر اپنا جیون گذارو اور سچے ست گورو جو رادھا سوامی
دیال۔ اکال پرش۔ پرم تتو جس سے شبد اور پرکاش پیدا ہوتا ہے۔
آسرے اشٹ مانو اور شبد گورو کے سہارے اس اکال گتی رادھا سوامی دھام
یا پرم تتو کی پراپتی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ وہ جہان شکتی تم کو جو

فقیر۔ کہو کیا حال ہے؟

سجن۔ مستی ہے۔ بولنے کی طاقت نہیں ہے۔

فقیر۔ بس! جاؤ اگر آواگون سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے اندر شبد (انہد) راگ کو اپنا اشٹ بناؤ۔ یہی شبد گرو روپی گورو ہے اور کوئی گورو نہیں ہے۔ جو کسی کو آواگون سے چھٹکارا دلا سکے۔ باہری گورو صرف ست سنگ کرا کر اصلی بھید بتا دیتا ہے۔ اصلی بھگتی سُرت شبد سے میل کرنا ہے اور شبد کو اپنے انتر میں سننا ہے اور یہی ہے اصلی سنت مت۔

بھگتی سنائی سب سے نیاری
وید کتیب نہ تا ہی بچاری
ست پرش چوتھے پد باسا
سنتن کا جہاں سدا بلاسا
سو گھر درسایا گورو پورے
بین بجے جہاں اجر ج دھورے

اگر ابھی باسنائیں باقی ہیں۔ تو سمرن۔ دھیان۔ بھجن تینوں ایک ساتھ کرتے رہو۔ وقت آئے گا جب سنسار سے اُپرام ہو جائے گا اس وقت کریا آتمک روپ سے ویراگ ہو جائے گا۔

سجن۔ تو پھر باہر کا گورو صرف بھید دیتا ہے۔

فقیر۔ اس کے ساتھ اس کی ہمدردی بھی کام کرتی ہے۔ وہ جیتا

کام کرتا رہتا ہوں ۔ مگر پھنستا نہیں ہوں ۔ میں تمہارے ساتھ بات چیت کر رہا ہوں ۔ جانتا ہوں ۔ یہہ مایا دیش کا منڈل ہے ۔ مگر کبھی کبھی سپن میں یہہ یاد نہیں رہتی ہے کہ جو درشیہ دکھائی دے رہے ہیں ۔ وہ مانسک اور کلپت ہیں ۔ اس لئے سرت شبد یوگ کا سادھن کرتا رہتا ہوں اور اپنا اشٹ پد جو شبد اور پرکاش کا بھنڈار ہے ۔ وہ برابر قائم رکھتا ہوں

سجن کا سوال ۔ تو کیا آپ اب اپنے داتا دیال کا دھیان نہیں کرتے ؟

فقیر کا جواب ۔ میں من میں رہتے ہوئے اُن کا احسان مانتا ہوں اور ان کی منوہر مورتی میرے سامنے آتی رہتی ہے ۔ اب بھی میں جب ان سے باتیں کرتا رہتا ہوں ۔ داتا دیال کا روپ سامنے رہتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ یہ روپ مانسک اور کلپت ہے ۔

سجن کا سوال ۔ اسی حالت میں آخری منزل مشکل ہے ؟

فقیر کا جواب ۔ اب تمہارے لئے یہ کٹھن نہیں رہے گی ۔ بشرطیکہ تم کو صرف آواگون سے بچنے کا اگر خیال رہے گا ۔ اگر تم کو گھر بار ۔ پنتھ یا دھام کا خیال رہے گا ۔ تو منزل مشکل ہوگی یہہ منزل ان کے لئے ہے جو

" دلیشوں سے جو ہوئے اداسا ۔ پرمارتھ کی من میں آسا
دھن سنتان پریت نہیں جاکو ۔ کھوجت پھرے سادھ گورو تاکو "

سجن ان شبدوں کو سن کر موہن ہو گیا ۔ آنکھیں اس کی بند ہو گئیں ۔ بہت دیر کے بعد اس نے آنکھ کھولی ۔

منشیہ یونی میں آکر کمائی پوری کر لیتا ہے۔

سجن کا سوال ۔ پھر آپ کا انجو کیا ہے؟

فقیر کا جواب ۔ کئی لوگ مرے ۔ انتم سمے میرا روپ مرنے والے کے کہنے کے انوسار پرگٹ ہوا ۔ اور پر ان چھوٹ گئے ۔ چونکہ میں نہیں گیا تھا ۔ اس لئے مجھے وشواس ہوگیا ہے کہ میرا سُروپ جو ان کے اندر مرتے وقت پرگٹ ہوا ہے ۔ وہ ان کے اپنے من کے بنائے ہوئے وشواس کا رُوپ تھا جب تک سرت کے ساتھ من ہے ۔ وہ کسی حالت میں آواگون سے نہیں بچ سکتا ۔ یہہ بات رادھا سوامی مت کے گرنتھوں میں لکھی ہوئی ہے ۔ حضور ساونے شاہ (بابا ساون سنگھ جی مہاراج بیاس والے) کہا کرتے تھے ۔ کہ دسویں دوار سے آگے جاؤ ۔ بھنورگپھا تک من کا راج ہے ۔

سجن کا سوال ۔ کافی سوچنے کے بعد اس شخص نے بولا ۔ وہاں بانی ایسی ہی ہے ۔

فقیر کا جواب ۔ پھر آواگون سے بچنا ہے تو اپنی سرت کو اہند بانی یا ست نام کے ساتھ میں جوڑ دو ۔ اور نانک رُوپوں ۔ وچاروں اور آشاؤں کو کامل تیاگ دو ۔

گورو کا نانک روپ حقیقت میں ان کا اپنا ہی وشواس یا خیال ہے جو باہری اثرات سے یا وشواس سے پیدا ہو جاتا ہے ۔ اب میں اپنا اشٹ ست نام ۔ اہند بانی ۔ میں رکھتا ہوں جاگرت اوستھا یا

بھی کرتا رہتا ہوں۔ سورج، چندرماں اور تارا گن بھی دیکھتے ہیں۔ انتری شبد بھی سنتا ہوں۔ مگر چوراسی کے چکر سے نکلنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ چونکہ سنتوں کی مہماسنی ہے۔ اس لئے آپ سے پریم کرتا ہوں۔

اے سنسار والو! میں حقیقت کا پریمی ہوں۔ میں انتر میں جاتا رہتا ہوں میں نے اپنے سے پوچھا کہ کیا کسی کو پھونک مار کر چوراسی کے چکر سے بچا سکتا ہے۔ سب سے پہلے یہہ سوال ہوتا ہے کہ کیا تو آپ چوراسی سے بچ نکلا ہے۔ کیا تو کسی کو چوراسی سے نکال سکتا ہے۔ اس سحن کا کٹھن مہت کا ہے۔ اس کا جواب دینا سادھارن منشیہ کے لئے مشکل ہے۔ میں چونکہ سنت ست گورو وقت ہوں۔ اس لئے اس کا جواب دینا میرا کام ہے۔

پہلی بات یہہ ہے کہ مجھے چوراسی کے چکر سے بچنے کا بھید مل گیا ہے۔ اگر اس بھید کے موافق میری رہنی ہے تو میں نکل جاؤنگا ورنہ نہیں نکل سکتا اس لئے دوسروں کو چوراسی کے چکر سے نکلنے کا ڈھنگ بتا سکتا ہوں۔ سوامی جی مہاراج کا کتھن ہے۔

گورو نے دینہا بھید اگم کا۔ سُرت چلی نج دیش دھرم کا
مل پایا اب برہمم کا بھٹکن چھوٹا دیر و حرم کا
برکھن لاتا میگھ کرم کا شنشے بھاگا جنم مرن کا
توڑا جال انگ اکھ کے سے ہم دم۔ دم کا

سنت ست گورو وقت

مانوتہ مندر ہوشیار پور پنجاب ۳۰/جون سنہ ۱۹۶۶ء گورو وار

ایک سجن میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ اور اپنے گھرلے جانے کے لئے مصر رہتے ہیں۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں میں نے اُن سے پوچھا کہ تم مجھے گھرلے جا کر کیا کرو گے۔ ؟

اس سجن نے کہا۔ مہاراج! میں اس آواگون کے چکر سے بچنا چاہتا ہوں۔ راد ھا سوامی مت میں داخل ہوا تھا۔ کیونکہ یہاں پر جو را سی کے چکر سے بچنے کا وشواس دلایا گیا ہے۔ کہ ست گورو بیڑا پار کر سکتا ہے۔ میں نے کافی ست سنگ اوروں کا کیا ہے سادھو

اس سمجھ بوجھ سے مجھے شانتی ملی ہے۔ ابھیاس سادھن سے
خوشی آنند ہی ملتا تھا۔ مگر وہ بھی ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ جو مہاتما
لوگ موجود دور والے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے روشن پہلو ہی کو دکھلاتے
رہتے ہیں۔ اپنے تاریک پہلو کو کبھی سامنے نہیں لاتے۔ منشیہ میں دکھ
سکھ۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ سب کچھ ہیں۔ بات یہہ ہے کہ ایک
آدمی رہسیہ کو جانتا ہے اور اس میں پھنستا نہیں ہے۔ اور دوسرا پھنس
جاتا ہے۔ اگر منشیہ ست سنگ کرکے یہہ سب باتیں جان لے تو اسکو
زیادہ سادھن ابھیاس کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ میں نے یہہ
ساری باتیں سمجھا ہے۔ اور یہی گرومت ہے۔ جب تک کوئی منشیہ
خود انبھو سے نہیں گذرتا ہے۔ اس کو وشواس تک نہیں آتا ہے
دوسروں کے انبھو سے کوئی کام نہیں بنتا ہے۔ جب تک وہ خود
ٹھوکریں نہیں کھا لیتا ہے۔ تب تک اس کو اصلی علم نہیں ہوتا ہے
یم اس وقت تک تنگ کریگا۔ جب تک گیان نہیں ہے۔ میرا تو
یم ختم ہو گیا ہے اور میں اب بے فکر رہتا ہوں۔ تم بھی خوش رہو
اور بے فکر ہو جاؤ بات کو سمجھو تب شانتی ملے گی۔ اور بے فکری آئے گی۔

سمرن۔ دھیان۔ بھجن ان کے لئے بہت ضروری ہیں
جن کو ابھی تک پہچان نہیں آئی ہے۔ پہچان کا آنا ہی گیان ہے
اگر پہچان نہیں ہے تو من کی ترنگیں ساری انسان کو اپنے اگیان کے
کارن تنگ کرتی رہیں گی۔ ان کو روکنے کے لئے جب تک پورا گیان

مطابق انسانوں کو کامی، کرودھی، لوبھی اور موہی ہونا پڑتا ہے ضرورت کے وقت اہنکاری بھی آجاتا ہے میں اسٹیشن ماسٹر رہا ہوں۔ اگر اہنکار سے کام نہ لیتا تو اسٹاف کو کنٹرول میں نہیں رکھ سکتا تھا۔ پھر بات کیا ہوئی

کہیں کبیر بھید کی باتیں۔ برلا کوئی پہچانی ہو
کہ پہچان بھیر نہیں آوے۔ جم ظلمی کی کھانی ہو

یہہ رہسیہ ہے۔ جو اگیانی ہوتا ہے۔ جیسے میں بھی اگیانی تھا سکھ، شانتی اور آنند کی چاہ میں، میں بھی گورو کے پاس گیا تھا۔ وہاں سے اپنے آپ کو جاننے کے لئے نام ملا۔ سادھن ابھیاس میں آنند لیا۔ اب مجھے یہہ پہچان آگئی ہے۔ کبیر صاحب کا کیا بھاؤ ہے۔ وہ وہی جانیں۔ مجھے یہہ وشواس ہو گیا ہے کہ ہستی یا جیون ایک چیتن کی شکتی ہے۔ اس کی دھاریں اوپر سے نیچے آتی رہتی ہیں جب وہ الٹ کر اپنے اندر ٹھہر جاتی ہیں تو اس کو آنند ملتا ہے۔ جب تک شریر ہے۔ اس میں کامی۔ کرودھی۔ لوبھی۔ موہی ہونا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہہ لازمی ہے جس پر کار جس کی پرکرتی ہوتی ہے۔ اس کے انوسار اس کا گن۔ کرم اور سوبھاؤ بھی ہوتا ہے۔ جب اس کو گیان ہو جاتا ہے تو وہ اسے کھیل سمجھ کر کھیل کھیلتا رہتا ہے اور موج کے آدھین رہ کر کام کرتا رہتا ہے۔ وہ مصیبتوں میں گھبراتا نہیں ہے روتا نہیں ہے۔ چلاتا نہیں ہے جو کچھ ہو رہا ہے ہو رہا ہے

نکلتی رہتی ہیں۔ وہ ہمارے آنکھوں کانوں وغیرہ میں آکر ہمیں آنند دیتی ہیں۔ جب وہ دھاریں ایک جگہ اکٹھا ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اُس حالت کا بیان کرنا سخت مشکل کام ہے۔ چیتن کی دھار جو نیچے کی طرف آکر سنسارک آنند دیتی ہے جب وہ اُلٹ جاتی ہے۔ تو آنند بنا ایک جگہ سارا اکٹھا ہو جاتا ہے یہہ سب میں نے کر کر کے دیکھا ہے۔ مگر اس کے کرنے سے میرے ... کی کھینچا تان کبھی سماپت نہیں ہوئی ہے۔ میں نے بصرہ، بغداد میں کافی ابھیاس کیا ہے۔ یہاں پر بھی کیا ہے۔ اس اوستھا کو پراپت کرنے کے بعد کیا میں یم ظلی کے قابو میں نہیں آیا ہوں آیا ضرور ہوں۔ مگر من کے وچار، دُکھ، سُکھ، مان، اپمان جو سارے من کے کھیل ہی ہیں۔ ان سے بچ گیا ہوں۔ انتری سادھن کرنے سے اور سنتوں کی بانیوں پر عمل کرنے سے اس زندگی میں آدمی دکھوں سے بچ جاتا ہے راز نکار اور بین سننے کے بعد میں جب نام اسٹیشن پر آیا۔ سنتاپ پیدا کی۔ کام میں پھنسا کمی آ گئی۔ اسٹیشن کے اسٹاف کی غلطیوں سے مجھے کرودھ آ جاتا تھا۔ میں اپنے آپ کو سنبھال لیتا تھا۔ کیونکہ ذمہ داری کا کام بیہد تھا۔ روٹی کمانا پڑتا تھا۔ پیٹ پالنے کی چنتا لگی رہتی تھی۔ مگر میں نے کوئی اَنوچت لابھ نہیں۔ اٹھایا ہے۔ یہہ سب باتیں ہیں جو مہاتما لوگ ہمیں ظاہر کرتے ہیں۔ میں حلفیہ طور سے بیان کرتا ہوں کہ ابھیاس کے سارے درجوں سے گذرنے پر بھی میں

استھتی سہج بکھانی ہو
کہیں کبیر بھید کی باتیں
برلا کوئی پہچانی ہو
کر پہچان پھیر نہیں آوے
جسم ظلمی کی کھانی ہو

ان شبدوں کو پڑھکر میں دیوانہ ہو گیا تھا۔ کہ میں اُس اوستھا کو بخوبی اچھی طرح سے دیکھ لوں۔ جسے کبیر صاحب نے ورتن کیا ہے۔ میں نے ابھیاس کیا۔ سادھن کیا۔ بصرہ بغداد میں یہہ سب اوستھائیں مجھ پر طاری ہوتی تھیں۔ میں نے اکثر بانی سنی ہے پرکاش سب دیکھے ہیں تمام اسٹیشن پر بھی میں نے سادھن ابھیاس کیا ہے اوپر کی بانی میں ترتیا شبد آیا ہے۔ ترتیا کہتے ہیں ندیوں کو ہماری ساری ورتیاں ندیاں ہی ہیں جب وہ ساری ورتیاں الٹ کر اپنے اندر جمع ہو جاتی ہیں۔ اور تن میں اکٹھا ہو جاتی ہیں۔ تو وہی سمندر بن جاتی ہیں۔ اس سے زندگی کی جیتن پینے کی دھاریں

دے سکتا ہوں۔ کہ ایسا کرو ورنہ تو ہر ایک کے اپنے اپنے عمل سے ہے۔
داتا دیال سب کا بھلا کریں۔

آٹھواں بچن

بھید کی باتیں

مانوتہ مندر ہوشیارپور پنجاب ۲۹ رجون ۱۹۶۶ء یوم بدھ وار

چُوات امی رس بھرت تال
جہاں شبد اُٹھے اسمانی ہو
سُرتیا اُمنڈ سِندھ کو سُوکھے
دشانہ جات بجھانی ہو
چاند سُورج تارا گن نہیں وہاں
نہیں وہاں رین بہانی ہو
باجے بجیں ستار ہر بنگی
رارنکار مُردو بانی ہو

سے کہا تھا۔ کہ تم کو سب کچھ سمجھا دیا گیا ہے۔ منزل تمہاری آسان ہوگئی ہے۔ اگر کسی وقت کوئی بات پوچھنا ہو تو فقیر چند سے پوچھ لینا۔

کہ کبیر پار نہیں پاوے۔ کھنڈا کھنڈ سے نیارا را
درشٹی اپار چلے کو سہجے۔ کٹے بھرم کو جارا
تریل درشٹی آتما جاگی۔ صاحب نام آدھار ا
کہیں کبیر بنی جن پاوے۔ میں میں سے تجے وکارا

میں نے سچائی کے جگیاسوں کو تاکہ ان کو بھٹکنا نہ پڑے۔ گوڑ سے گوڑ رہسیوں کو اپنی کتابوں میں اور اپنے ست سنگ میں کھول دیا کرتا ہوں جو دیال نے کام دیا تھا۔ وہ میں نے کر دیا ہے۔ آگے موج مالک کی! میں اپنی آتما سے پوچھتا ہوں کہ کیا تو کسی کی مدد کر سکتا ہے۔ جواب ملتا ہے۔ ہاں اور نہیں! میری ریڈئیشن سے میری بات کو سمجھنے سے ہنشیہ کے بھرم اور شنکائیں سمایت ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ میں کچھ کر سکتا ہوں۔

سورج گرمی دیتا ہے۔ اس کی گرمی سب کے لئے ہے۔ جو اس کے سامنے آجاتے ہیں گرم ہو جاتے ہیں میرے پاس اس وقت شانتی ہے۔ میں سب کو سمجھا و نادیتا ہوں۔ اور سب کا بھلا چاہتا ہوں۔ یہی میں کر سکتا ہوں۔ اس قانون جس کے سہارے سنسار چل رہا ہے۔ جتنی سمجھ بوجھ مجھکو آتی ہے۔ اس کے انوسار میں کسی کو رائے

انتر میں مان سروور پر کھڑا ہوا دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم کو پار جانا ہے تو تالاب میں چھلانگ لگا دو۔ اس نے مجھے دیکھا تو وہ ہنسنے لگا۔ مہاراج! جو مہاتما مجھے اپنے انتر میں دکھلائی دیئے تھے۔ وہ آپ ہی تھے۔ آپ کی شکل صورت کے تھے۔ وہ مجھے گورودھارن کرنا چاہتا تھا۔ اگر میں اس کی اس بات سے انکار میں آجاتا تو اسکو گورو بن کر نام دان دیدیتا۔ اس کے بارے میں کبیر صاحب کا کہنا ہے

گیان دھیان کا مرم نہ جانے۔ باد کریں اہنکارا
پھونکیں کان کو متی اپنے سے بوجھ لیو سر بھارا
بن ست گورو۔ گورو کیتے بہہ گئے ڈوبے بھر کی دھارا

ایسی حالتیں اس مارگ پر چلنے والوں پر اکثر آتی رہتی ہیں۔ مگر اُن کو سچا گیان نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اصلیت کا پتا نہیں ہوتا۔ [illegible] دیا گیان کا نام ست گورو ہے۔ چونکہ اسے یہ پراپت ہوا نہیں ہوتا۔ وہ دنیا میں [illegible] بڑکپن کے جال میں پھنس کر گورو بن کر نام دان کا سلسلہ جاری کر دیتا ہے۔ میں ایک بھاگیہ شالی پرش ہوں۔ کہ میں نے سنسار سے سچا گیان۔ سچا بھید تو لے لیا ہے۔ مگر میں اس گوروازم کے اہنکار میں نہیں آیا۔ ایسی حالت میں پھر کیا کرنا چاہئے۔ ان جگیاسوں کو "گورو جی" کہہ کر جو [illegible] میں دُرلبھ رہتی ہیں"۔ کسی ست گورو کی کھوج کرو۔ یہ کسی کو اشٹ پد پر پہنچنے کے لئے کچھ رکاوٹیں آتی ہیں۔ تو ست گورو ان کو دور کر دیتا ہے۔ مجھے بھائی جی نے کہا کہ داتا دیال نے اتت سمے میں مجھ سے یعنی نند بھائی جی

کو جو مسافر کو اس راستہ پر ملتے رہتے ہیں۔ ان میں نہیں پھنسنا چاہئے وہی شخص اس انتم منزل پر پہونچ سکتا ہے۔ وہ پریمی بن کر بھگت بن گیا۔ پریم اور بھگتی کے اہم بھاؤ میں پھنس جاتا ہے اور رکاوٹ پیدا کر لیتا ہے۔ انتر کے درشنوں کے بعد بھی حالتوں میں سیر کرنے کی خوشی میں پھنس جانا ہی رکاوٹ ہے۔ گورو بن کر سادھو بن کر لوگوں کو دان دینا۔ اور لوگوں سے آنند لینا بھی رکاوٹ ہے۔ میں ست گورو کے شبد کو سن کر خوش ہوتا ہوں۔ کبیر صاحب اس شبد میں کہتے ہیں۔

سادھو بھجن بھید ہے نیارا
دے پرچے ہوائی ہو کے بیٹھے۔ کریں وشے بیوہارا
بن کا مرم نہ جانے۔ باد کریں اہنکارا

دے پرچے کا ارتھ ہے۔ لوگوں کے انتر میں جانے سے میرا روپ ان پر پرگٹ ہوتا ہے۔ کسی کو دوائی بتلاتا ہے۔ کسی کو مرنے سے آگاہ کر لے جاتا ہے۔ یا کسی کی سرت چڑھاتا ہے۔ یہ سب پرچے کہلاتے ہیں۔ یہ پرچے کیا ہیں۔ اور کیسے ہوتے ہیں۔ ان کا [illegible] لکھ گیان ہوتا ہے۔ وہ ایسے پرش ہیں۔ جن کا روپ دوسروں کے اندر پرگٹ ہوتا ہے۔ اور وہ گورو بن کر دوسروں کو نام دان دیتا ہے

"بہو بکیں کاں گومتی اپنے سے۔ پوچھیو سر بھار ا"

ایک سردار پرسوں میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو اپنے

ہیں نا۔ ہیں نا۔ تو نہ تو نا۔ یہہ ست گورو کی بانی

بانی سُن سُن جو چیت لاوے۔ بہنے رنج تر بانی

مایا پھیر کبھی ویا پے نا

رادھا سوامی شبد مہرت کی دُھن گا گا کے سناوے

جو گاوے نت جا کے سناوے۔ پھر بہ منجرے نہیں آوے

وہ بن جاوے مینا

کبیر صاحب اور داتا دیال کے ان شبدوں کو سن کر اپنے جیون پر کوئی افسوس نہیں آتا ہے۔ یہی اوستھا اپنی تھی۔ سنسار کے پرانی کو جو میری طرح اس مالک کل سے ملنے۔ نرواں پراپت کرنے یا نام کی پراپتی کرنے یا اصلی گورو کے درشن کی چاہ میں ڈول رہے ہیں۔ اُن کو اپنے کرم بھوگ بس یا موج آدھین اپنے انبھو کے آدھار پر کہتا ہوں کہ اس منزل پر پہونچنے کے لئے دھیرج اور درڑھتا کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ راستہ بڑا بھیانک ہے۔ مسافر کو راستہ کی منزلوں پر یا زندگی کی حالتوں پر جو اس پر طاری ہوتی رہتی ہیں یا جیون کی جو چنتائیں اس پر آتی رہتی ہیں یا زندگی میں جو بھاں بُدھ ہوتے رہتے ہیں ان میں یہہ اٹک جاتا ہے۔ جو اٹک گیا وہ آگے نہیں جا سکتا ہے۔ داتا دیال کہا کرتے تھے

" اڑا سو سڑا۔ سڑا سو گڑا" ان کے شبد سمجھنے میں نہیں آتے تھے۔ جو شخص سنسار کے بوجھ لالچ۔ مان بڑائی اور من کے جھنجھٹ آنندوں

تور تور کایا کی رسری - پرانی پھانس پھنسا ے
توڑ کے رسری ہو گئے نیارے - پھر نہیں بھرما وے
ہو گئے سچے مینا

بکری میں کہہ گلا کٹا وے - میں میں کہہ ممیا وے
مینا مینا بچن سناوے - بین شکر کھاوے
کیسی میٹھی ہے مین تا

مینا مینا بولے - بول کے رٹن لگاوے
میں کو تیاگ شانت بن جاؤ - سکھ آنند دھن پاوے
پاوے نت ہی جیتا

میں تو مجرم وکار ہے من کا - من مایا کا ساتھی
جو میں کہے گا دکھ سے مریگا - گہہ کے اسنگ کا ہاتھی
میں تو دونوں میں تا

سُرت کی پنچھی مینا بن کر - مینا مینا کہتی
مُن ویاپک کی ڈال پر بیٹھی - دکھ سکھ اب نہیں سہتی
دل سے جہاں نہ رہتا

پھوٹکیں کان کوئی اپنے سے پُوجھیو سر بھارا
بنا ست گورو اگورو کتنے بہہ گئے تو بہ لہر کی دھارا
گہر گنبھیر پار نہیں پاوے۔ کھنڈ اکھنڈ سے نیارا
درشٹی اپار چلے کو سہجے۔ کہے بھرم کے جارا
نرمل درشٹی آتما جاکی۔ صاحب نام آدھارا
کہیں کبیر تہی جن آوے۔ میں تو تجے وکارا

اس شبد کی انتم کڑی میں میرے جیون کے ابھئو کا پھل موجود ہے
میں تو جب تک سماپت نہیں ہوتی۔ تب تک کوئی پر نیام نہیں نکلتا ہے۔ یہی
داتا دیال نے بھی اس شبد میں کہا ہے۔

شبد

مینا۔ مینا۔ رے مینا
مینا تن پنجرے میں رہ کر بولی بولے رے مینا (ٹیک)
جب تک میں ہے۔ تب تک تو ہے۔ مور تور کا جھگڑا
میں جب گیا۔ گیا تب تو بھی۔ اب کس کا ہے رگڑا
ست گورو دینی رے سینا
تو تو کہتا وہ اندھا ہے۔ میں کہتا دیوانا
میں ہیں تو تو کو جو چھانڈے۔ وہی ہے چتر سیانا
وہ ہے سچّی۔ مینا

سفر کرتا کرتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنتھا ئی کو پنتھ کہا گیا ہے۔ من نے کھوج کا انت کر دیا ہے۔ نام کی پراپتی۔ مالک سے ملاپ (شاکشا تکار) ہوتا رہا ہے۔ جہاں وہ اوستھا آجاتی ہے جس کا میں نے بھائی جی سے ذکر کیا ہے۔ یہی بات ست کبیر نے بھی کہی ہے کن کے لئے ۔۔ جو لوگ بھجن پوجا۔ پاٹھ۔ مالک کل سے ملنے اور نام کی پراپتی کے لئے کرتے آرہے ہیں۔ کبیر صاحب کا کتھن ہے۔

شبد

سادھو بھجن بھید ہے نیارا (ٹیک)
کا مالا۔ مدرا کے پہنے۔ چندن گھسے للاڑا
مونڈ منڈھائے سر جٹا رکھائے۔ انگ لگائے چھارا
کا پانی۔ پاہن کے پوجے۔ کند مول پھل ہارا
کیا یم۔ تیرتھ برت کینے جو نہیں تتو وچارا
کیا گائے کیا پڑھ دکھلائے۔ کیا بھرمے سنسارا
کا سندھیا ترپن کے کینے۔ کا کھٹ کرم اچارا
جیسے بدھک اوٹ ٹاٹی کے۔ ہاتھ لیئے بنسی چارا
جیوں بک دھیان دھرے گھٹ بھیتر اپنے انگ کارا
دے پرپچے سوامی ہوئے بیٹھے۔ کریں وشئے بیوہارا
گیان دھیان کو مرم نہ جانے۔ باد کریں ہنکارا

کے ایسا کی گمراہ ہو جائیں گے۔ مگر میں یہہ بات سچّی کہتا ہوں۔ یہہ کسی
کایر کا کام نہیں ہے۔ سورے کا کام ہے کہ من کو جیتے۔

حضور بابا ساون سنگھ جی مہاراج بیاس والے گورو بھگتی اور نام بھگتی پر زیادہ زور دیا کرتے تھے گورو بھگتی یہی ہے کہ ست سنگ میں بیٹھ کر بچن سنا ان کا منن کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے یہہ گورو بھگتی ہے۔ من کے وکاروں سے نکل کر اپنے اندر میں اپنے نج نام میں سرت کو لگانا نام بھگتی ہے۔ یہہ سوگم کام نہیں ہے۔ اس میں بہت سمے تک گورو بھگتی کرنی پڑتی ہے۔ جن کا من موٹا ہے۔ ان سے سیوا باہری لی جاتی ہے۔ جن کا من اپنے اندر میں نہیں ٹھہرتا ہے۔ ان سے دنیا کی سیوا لی جاتی ہے۔ ہر روز کی سیوا سے من نرمل ہو جاتا ہے۔ پھر پوری بات سمجھ میں آتی ہے تب آدمی آگے بڑھتا ہے۔ میں نے باہری سیوا بہت کی ہے۔ میرا من موٹا تھا۔ مگر طبیعت میری سچائی پسند تھی۔ مجھے گورو پد دی گئی تاکہ اصلی گیان ملے۔ مجھے یہہ اصلیت اب مل گئی ہے۔ میں اصلی گیان سے اب واقف ہو گیا ہوں۔ گورو بانی کہتی ہے۔

شبد

ست گورو دیا جو سنگ لیکر۔ اور چڑھت من برہ سنبھار
نو میں لکھ جوتی اجیارا۔ لگی جائے گورو روپ نہار

اچھا پیدا ہو جاتی ہے۔ جو سمجھ بوجھ گورو سے ملی ہوتی ہے لکن پر چلنے سے بے چینی نہیں رہتی ہے کام آسانی سے چلتا رہتا ہے۔ میں دنیا کو اپنے پیچھے نہیں لگانا چاہتا۔

"سرت شبد کا بھید نیارا۔ گورو سے پایا سار"

من کے اوپر جو عکس پڑ جاتے ہیں۔ وہ وکار کہلاتے ہیں۔ میں نے کبھی رام کا کبھی داتا دیال کا روپ بنایا کرتا تھا۔ اور اس روپ سے پریم کیا کرتا تھا۔ کسی نے ماتو بنمندر سے پریم کیا۔ اس کا نقشہ من پر بن گیا۔ کسی نے سنگھاسن پر بیٹھا ہوا گورو سے پریم کیا۔ یہہ سب وکار تھے۔ مگر کئی وکار برے ہوتے ہیں۔ اور کئی وکار اچھے ہوتے ہیں۔ دنیا کے وکاروں کو تیاگ کر اچھے وکار لے لیتا ہے۔ گورو یا رام یا کرشن کا دھیان بھی وکار ہی ہے مگر یہہ اچھا وکار ہے۔ ست سنگ میں اصلی راز کو سمجھ کر ان وکاروں کو دور کرنا پڑتا ہے۔ من سے لڑائی کرنی پڑتی ہے من سے تم تب ہی جیتو گے۔ جب سمجھ بوجھ کی تلوار ہاتھ میں لو گے۔ میں ان دونوں انگوں سے نکل نہیں سکتا تھا۔ آنند ضرور لیتا تھا۔ ست سنگیوں کے انبھو نے مجھے نویکی بنا دیا۔ کہ میں کسی کے اندر نہیں جاتا۔ یہہ تو ان کے اپنے ہی من کے وکار ہوتے ہیں۔ یہہ وکار اچھے ہیں۔ اس ویویک نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں رنگ روپ کو چھوڑ کر اصلی سوامی جو آدمی کرتا ہے۔ اس تک جاوں۔ ان وکاروں سے کس نے چھٹکارا دیا۔؟ ویویک اور گیان کی تلوار نے جو باہری گورو نے مجھے دی تھی۔ پچھلی شرینی

محسوس نہ کرتا۔ اس لئے پرم سنگھ۔ رچ ٹھر۔ رچ سروپ سے ملاپ کب ہوتا ہے۔ جب ترک دُنیا۔ ترک عقبیٰ۔ ترک مَولا اور ترک کا ترک ہو جاتا ہے یہہ جو کچھ میں نے اپنے جیون میں کیا ہے۔ کُل کی مریادا کے اندر کیا ہے۔ اس بیماری میں یہ نیا ابھیاس پیدا کیا ہے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ اَپورن تھا۔ پھر پورن کیا ہے ۶ شرت کا پورن روپ ہے اس سچے سوامی مالک کُل رادھا سوامی دیال۔ اکال پُرش۔ پرم تتو یا تم اسے سچا رام کہہ لو اس کا پریم اور پریتیت رکھتے ہوئے۔ اپنے آپ کو اس آدھار کے سپرد یا سمرپن کر دینا ہے۔ یہہ میرے سمجھ میں آیا ہے۔ یہ مارگ مشکل ہے۔ اس کا علاج اُس مالک کُل کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے بس میں نہیں ہے۔ مگر اس بات سے کسی کو سادھن نہیں ملتا ہے۔ اس لئے اس راز کو اکثر گپت گیا ہے۔ اور سرب سادھارن کے لئے حوصلہ دیا گیا ہے کہ تم لوگ ست سنگ اور ابھیاس سادھن کرتے رہو۔ جب اس کی موج ہوگی۔ اور سمے آئیگا۔ تمہارا کام بن جائے گا باہر کے گورو کا اتنا ہی کام ہے کہ تم کو بھید دے دیتا ہے۔ بات سمجھا دیتا ہے۔ اس پر عمل کرنا یہہ جیوؤں کا اپنا کام ہے۔ یہہ بھید جو میں آج کھول رہا ہوں۔ داتا دیال مہرشی شیوجی مہاراج نے ۱۹۲۱ء میں شبدوں کے ذریعہ دیا تھا۔ مگر میری سمجھ میں یہ اچھی طرح سے نہیں آیا تھا چونکہ سچائی کی تلاش تھی۔ من میں کُرید رہتی تھی۔ اس لئے شانتی نہیں ملتی تھی سنسار میں ہر ایک آدمی چلتا رہتا ہے۔ ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے ابھیاس کرتا ہے۔ اگر اصلی بھید ملا ہوتا ہے تو جب مصیبت آتی ہے۔ اور پرلی

"پاتا توڑا گل کٹمب کا بچ من کا اہنکار"

ہمارا کٹمب کیا ہے ؟ من ۔ بدھی ۔ چت اور اہنکار ۔ یہہ من کا کٹمب ہے ۔ جب تک کوئی ان کو تیاگے نہیں ۔ وہ نج گھر نہیں جا سکیگا ۔ یہہ میں کیوں کہہ رہا ہوں ؟ کیونکہ رات کو اس منزل پر جانے کے لئے جب تک من کے سارے رُوپ رنگ وچار ختم نہیں ہولیں گے ۔ تب تک سُرت نج شبد کو سُن نہیں سکتی ہے ۔ یہہ آپ بیتی بات کہہ رہا ہوں ۔ میں پُستکی ست سنگ نہیں کراتا ہوں ۔ شریر اور من سُرت کا کٹمب ہے جس میں یہہ من رہتا ہے ۔ تو جب تک سُرت ۔ دیہہ ۔ ست چت آنند سے نہ نکلیگی وہ اس موُن اوستھا کو یا کبھی پراپت نہیں کر سکے گی ۔

میں نے گوڑھ سے گوڑھ بھیدوں کو کھولا ہے ۔ میں نے خالی یہہ بات نہیں کہہ رہا ہوں ۔ میری سُرت نے ایسے ہی کُل میں جنم لیا ہے میری پرکرتی ہی اس پرکار کی ہے ۔ کیونکہ میرے جنم کنڈلی میں نو (۹) گرہوں کے پربھاؤ نویں گھر پر دماغ پر پڑتے ہیں ۔ میں نے جو کچھ محسوس کیا ہے ۔ کُل مریادا کو توڑ کر نہیں کیا ہے ۔ جتنا میں نے جیون میں کام کیا ہے ۔ یہہ ایسا ہونا ہی تھا ۔ اس انبھو کے بیان کرنے سے کسی منشیہ کی سُرت نج گھر نہیں جا سکتی ہے ۔ یہہ گوڑھ رہسیہ جاننے ۔ سمجھنے اور بیان کرنے میں ہی اگر سب کچھ ہو جاتا ۔ تو اس شریرک کشٹ میں بھی ، میں کلی کو

SILENCE IN THE BEGINNING AND SILENCE IN THE END

تم دنیا میں شاکشی بن کر رہو۔

فقیر نے بلوایا ہے۔ میں آگیا ہوں اس کی مرضی مقدم ہے۔ اس انجھو سے مجھے وشواس ہو گیا ہے کہ سوائے اُس انتم منزل کے باقی سب کھیل استھائی نہیں ہیں۔ تب گورو نے ہمیں کیا بتلایا۔

"اُمنگ بڑھت دن دن ہردے میں سیوا کرت سنبھار"
"لوک لاج کل کی مریادا۔ تجت نہ کینی یار"

لوک لاج اور کل ایک تو وہ ہے جس دیش اور کل میں ... ہوتے ہیں۔ اور دوسرا کل یہہ ہے کہ اس جسم میں جس پر ... جیسے جیسے ماں باپ کے خیالات لئے ہوئے ہم ہیں۔ وہ بھی کل کی ... نہرت وہاں من میں پھنسنے کو بے بس ہو جاتی ہے۔ کام۔ کرودھ، لوبھ، موہ کا انگ پربل ہے۔ ہم ان وچاروں کو اٹھانے کے لئے مجبور ہیں کل دو ہیں۔ ایک دنیوی بیوہار جیسے لڑکی کی شادی دوسرے کل میں نہیں کرتے۔ اسی طرح من کی پرکرتی بھی کل ہے۔ جب تک من کے کل کی مریادا نہیں تیاگی جائے گی۔ وہ آگے نہیں جا سکے گا۔ جس طرح من کی پرکرتی ہے کسی میں پریم کا انگ ہے۔ کسی میں دیا کا انگ ہے۔ جس پرکار کی پرکرتی ہے یہہ من اور شریر بنا ہے۔ اس کے کارن بھی ہم کو بے لبس کر دیتے ہیں۔ جب تک تم اس سے نہ نکلو گے۔ اصلی گھر میں تم نہیں جا سکتے ہو

[illegible]

نے یہ ہماری دیکھ کر سمجھا دیا ہے۔ اس لئے مالک جو کرتا ہے دُکھ ہو یا سُکھ ہو۔ روگ ہو یا بھے ہو۔ جو کچھ ہمارے ساتھ بیتتا ہے۔ اُس میں اس کی کرپا رہتی ہے۔ کیونکہ ہم کسی جگہ سے یہاں آئے ہیں۔ یہاں آکر ہم پھنس گئے ہیں۔ اس سنسار کو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے اسے چھڑانے کے لئے چونکہ وہ دیال ہے کوئی نہ کوئی کھیل کھلا کر وہ چھڑا دیتا ہے۔ اصلی ادیش سُرت کا اپنے مالکِ کُل کی ذات میں مل جانا ہے۔ اور اپنا آپا کھو دینا ہے۔

میں اپنا جیون دیکھتا ہوں۔ کتابیں لکھیں۔ ست سنگ کئے مت کے گوڑ رہسوں کو کھولا۔ جب میں ایسا کرتا تھا تو سُرت اس وقت اپنے گھر میں نہیں رہتی تھی۔ اب میں بول رہا ہوں۔ تو کیا میں سُرت کو اپنے گھر میں رکھ کر بول رہا ہوں نہیں اس لئے آخری منزل خاموشی ہے۔ مالکِ کُل سے یہ ارتھنا ہے کہ کرم کٹیں اور میں اپنی ذات میں گم ہو جاوں۔ اس لئے اِشٹ پد خاموش ہے۔

داتا دیال جب ایک بار میرے پاس آئے تھے تو میں نے اُن سے کہا تھا۔ پنڈت پرشوتم داس جو اِس وقت بغداد میں ہیں۔ اُن کے لئے شبد لکھ دیجئے۔ جیسا کہ پریمی جن کہا کرتے ہیں۔ انہوں نے پرشوتم داس کو خط لکھا۔ پہلے بھی خاموشی اور انت میں بھی خاموشی۔

ان تینوں کو چھوڑ جاتی ہے میرے ساتھ جو کچھ گذری ہے ۔ یہہ سب میں نے بھائی جی سے کہا ہے ۔ کوئی ثبوت یا پرمان کسی سنت کے بچن کا جب تک تیج انبھو کے ساتھ میل نہیں کھاتا ہے ۔ یعنے شبد پرمان نہیں ملتا ہے تو انسان میں سنتشٹا نہیں آتی ہے ۔ پھر داتا دیال کی ایک غزل یاد آگئی ۔ جو ان کی پچھلی عمر کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں ایک کڑی ہے ۔

"جب دل ہی نہیں سینہ میں ۔ تو دل کس سے لگائیں"

بھائی جی نے کہا کہ داتا دیال کا ایسا شبد ہے اس لئے مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میری اس اوستھا کا جو سادھن ہے ۔ وہ ٹھیک ہے ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس بیماری نے مجھے ایک نیا انبھو کرا دیا ہے ۔ آخر یہہ دیہہ ۔ من اور آتما ایک دن ناش ہو جائیں گے عام کہاوت ہے جو " اوپجے سو بنسے " جو چیز پیدا ہوتی ہے ۔ وہ ناش کو پراپت ہو جاتی ہے ۔ کبیر صاحب کا ایک شبد ہے ۔

" انگلا بنے ، پنگلا بنے ، بنے سوکھمنا ناڑی "

ایسے ایسے شبد ہیں ۔ مجھکو اس بیماری کا کچھ افسوس نہیں ہے ۔ جس بات کو داتا دیال مجھکو سمجھانا چاہتے تھے اور میرے نام ہی سمجھ دینے

کم ہوتی ہے۔ اس میں کمی آجاتی ہے۔ اس بیماری کی حالت میں یہہ میرا ذاتی انبھو ہے۔ اس سے پہلے کبھی یہہ انبھو مجھے نہیں ہوا تھا۔ رات کو جب میں اس حالت میں تھا۔ سرت کو بے بس ہو کر اس مالک کل پرم تو یا رادھا سوامی دیال کی طرف جانا پڑا۔ وہاں گیا ہے ؟ وہاں یہہ حالت ہے۔

"سرت یا موہن رہی۔ گورو دیا شبد رس سار
پریم بھری سنمکھ سوامی آئی ہنسے پرتیت سنبھار"

یہہ سوامی کون ہے جس کے سنمکھ سرت گئی تھی۔ وہ سوامی ہے۔ سرت [illegible] وشواس اور نشچے۔ وہ مالک کل یا شکتی سچدانند سے [illegible]ا ہے۔ یہہ خیال کے مالک کل سچدانند سے آگے ہے۔ سرتی داتا دیال نے مجھکو دیا تھا۔ اُن کے شبد جو میرے نام ہیں وہ اس بات کو سدّھ کرتے ہیں۔ چونکہ میں نے پرن کیا تھا کہ جو انبھو مجھکو رادھا سوامی مت میں شرکت سے ہوگا وہ میں بتلا جاؤنگا اسلئے کرم جوگ بس یا موج آدھین میں نے زندگی میں کام کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس اوستھا کا انبھو ہوا تھا۔ مگر میری توجہ یا سرت سادھارن طور پر ان درجات میں زیادہ تر رہتی تھی۔ جس کا بیان میں نے اپنی کتابوں میں واضح طور پر کردیا ہے۔

چونکہ رات کو وہ دشا تھی۔ صبح بھائی نند سنگھ جی آئے میں نے اپنا حال اُن سے کہدیا۔ کیونکہ اس حالت میں شریر ادھر کا

سبب یہہ خیال آتا رہتا ہے کہ یہہ سارے کشٹ کیوں ہوتے رہتے ہیں
کل رات کو اپنے جیون کے انبھووں نے یہہ سدھ کر دیا ہے کہ یہہ لگ
گل کی دیا ہے۔ یہہ خیال کیوں آیا؟ جب میں تندرست تھا۔ اپنے
آپ کو آنند میں ادھک گذارتا تھا۔ مستی خوشی اور آنند لیتا تھا اپنے
انبھووں سے بہت کچھ سمجھ بوجھ کر پرشن اور سنتشٹ رہا کرتا تھا۔ وہ
حالت جو مجھکو تندرستی کے وقت حاصل تھی اگر اشٹ ہوتی تو اس کو بنا
رہنا چاہئے تھا۔ بات بہت لطیف ہے۔ اسے صرف وہی لوگ سمجھ
سکیں گے جو ایسی کا جیون گذارتے ہیں۔ اور اپنی نرکھ پرکھ کرتے رہتے
ہیں۔ دوسروں کو اس بھید کے سمجھنے میں کٹھنائی ہوگی۔ چونکہ
شریر کی بیماری کے کارن تندرستی میں سمتا نہیں رہی ہے۔ شریر
ہوکر پریم اور شرناگت ہونے کی باسنا رکھنے پر بے بس ہوگئی ہے انبھو
اور گیان اس وقت تک کام دیتا ہے۔ جب من شریر اور آتما میں
سمتا رہتی ہے۔ جہاں سمتا ٹوٹی۔ شریر کے احساسات میں فرق آنے
سے سکھ دائک آنند دائک اور شانتی دائک حالت نہیں رہنے پاتی ہے
شریر۔ من اور آتما ان تینوں میں آپسی سمبندھ ہے۔ جب تک
یہ تینوں ٹھیک حالت میں رہتے ہیں۔ اس وقت تک شریر تندرست
رہتا ہے۔ من کے باصحت رہنے سے جی میں پرسکون حالت رہتی ہے
اور آنند رہتا ہے۔ ست چت آنند کا تعلق شریر من اور آتما کی سمتا کے
کارن ہوتا ہے۔ جہاں ان تینوں میں دوش آگیا یہہ جو سچدانند

مالک کل ہے۔ سرنخ سُروپ ہے۔ پریم تتو ہے۔ وہ کیا ہے۔ کیا ہیں ہے۔ اس کی بابت کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی انبھو سے جو مجھے زندگی میں ملا ہے۔ میں پورا سنتشٹ ہوں۔ کیونکہ کبیر صاحب کا کتھن پرمان بن کر مجھے سنتشٹ کر دیا ہے۔ یہہ انتم اوستھا یا آخری منزل میں نے سچ آدھین ہی اس آخری منزل کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ یہہ صرف مالک کی موج ہے۔

چھٹواں بچن

پریم اور شرناگتم

مالوتہ مندر ہوشیارپور پنجاب ۲۶/جون ۱۹۶۶ء یوم اتوار

شبد

(سُرتیا مون رہی۔ گور و دیا شبد رس سار دیک)

اب بڑھاپا آگیا ہے۔ کچھ دنوں سے جسمانی تکلیفات کے

کل ایک سجن آئے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اُن کو ست گورو کی کھوج اور تلاش تھی۔ وہ اسی فکر میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات کو اُن کے انتر میں ایک بہت بڑا بھاری مان سرور دکھلائی دیا۔ اس پر ایک مہاتما کھڑے ہوئے تھے۔ اس مہاتما نے اُن سے کہا کہ آؤ۔ اگر تم کو اشنان کرنا ہے تو اس میں چھلانگ لگا دو۔ وہ آگے کہتے ہیں۔ حقیقت میں ان کو ست گورو کی تلاش تھی۔ کسی نے کہا کہ ہوشیار پور میں ایک سنت مہاتما رہتے ہیں۔ تم ان کا ست سنگ کرو اس لئے میں یہاں پر آ گیا ہوں۔ آپ کو دیکھا۔ آپ وہی تھے۔ جو مجھے مان سرور کے کنارے ملے تھے۔ میں ا... دیکر پوچھا کہ انہوں نے مجھے اس گھٹنا سے پہلے کہیں دیکھا تھا۔ یا میری فوٹو دیکھی تھی تو انہوں نے مجھے اس گھٹنا سے پہلے کہیں دیکھا تھا۔ یا میری فوٹو دیکھی تھی تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر بھی اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ عکس ہی تھا۔ انسان کا من جب نرمل ہو جاتا ہے۔ تو اس کے اوپر اس کی باسنا کے انوسار دوسرے عکس بھی پڑتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے اسی نیم کے انوسار رام اوتار کے ہونے سے پہلے ہی وہ سارا درشیہ رام چرتر کا پہلے ہی دیکھا گیا ہو۔ یہ سہس دل کنول۔ ترکٹی۔ سن۔ مہا سن۔ بھنور گپھا کیا ہیں؟ یہ سب پرتی بمب ہیں۔ میں نے پرتی بمب شبد استعمال کیا ہے۔ سنتوں نے اصل اور نقل کے شبد استعمال میں لائے ہیں۔ اصل جو ہے وہ صرف